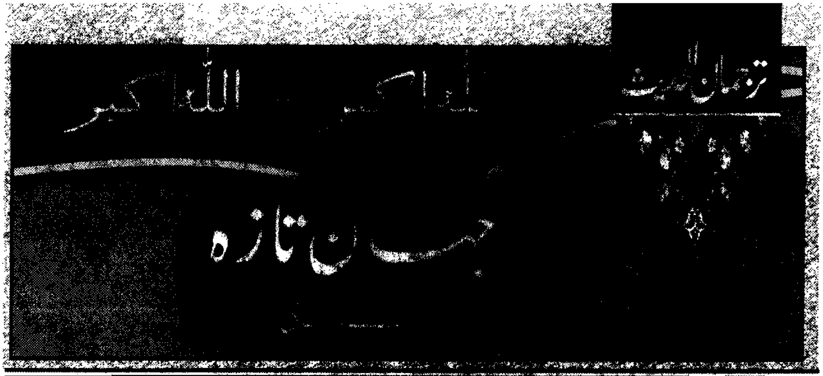

اللہ تعالیٰ ہر دور میں کچھ ایسی نشانیاں اپنے بندوں کے لیے ظاہر فرماتا ہے کہ جو کئی لوگوں کے لیے عبرت اور کچھ کے لیے مہمیز کا کام دیتی ہیں کہ وہ لوگ جن کے ایمان وعمل میں کمزوری واقع ہو چکی ہوتی ہے وہ نصیحت حاصل کرتے ہوئے نئے جذبے اور ولولے سے اپنے ایمان وعقیدے کا نا صرف کہ اظہار کرتے ہیں بلکہ اس کے مطابق عمل پیرا بھی ہوتے ہیں۔ اس وقت روئے زمین پر شاید اسرائیل جیسا اسلام اور امت مسلمہ کا دشمن کوئی دوسرا ملک نہیں کہ جس سے امت مسلمہ پریشان ہو اور اس کے ناپاک عزائم سے خوفزدہ اسرائیل کے انھی ناپاک ارادوں میں سے ایک عمل ہے اس کا گذشتہ دنوں اپنی پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا کہ مسلمان اپنی مساجد میں لاؤڈ سپیکر پر ''اذان'' نہیں کہہ سکتے۔ (کیونکہ ''اذان'' ایک مکمل دعوت ہے جو عقیدہ توحید کے اظہار اور رسالت محمدیہ کے اقرار کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے عالم کفر خصوصاً یہودیوں کو یہ کیونکر برداشت ہو سکتا ہے کہ مسلمان برملا اپنے عقیدے کا اظہار کریں) چنانچہ اسرائیلی پارلیمنٹ میں اس بل پر بحث شروع ہوئی تو ایک مسلمان رکن اسمبلی احمد التیبی نے اس بل کی بھرپور مخالفت اور مذمت کی اسی دوران ایک دوسرے رکن پارلیمنٹ طالب ابو عرار نے کھڑے ہو کر ''اذان'' کہنا شروع کر دی اور اس نے یہودیوں کے شور شرابے اور مخالفت کے باوجود اسرائیلی پارلیمنٹ میں مکمل ''اذان'' سنا کر جہاں عالم کفر کو یہ پیغام دیا ہے کہ بھلے سے تم ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اسلام کی آواز اور اس کی اشاعت کو روکنے کی مذموم کوشش کر و لیکن یہ اسلام پھیلنے سے رکنے والا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دنیا میں غالب آنے کے لیے بھیجا ہے اگر تم کچھ ایسے لوگ اور حکمران خرید بھی لو جو اسلام کے احکامات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تمہاری ہاں میں ہاں ملانے والے ہوں تو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہارے اندر سے تمہاری ناک کے نیچے ایسے مرد جلیل پیدا کر دیگا جو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت اور دفاع میں دنیاوی سود وزیاں کی پرواہ کیے بغیر اپنے رب تعالیٰ کو راضی کرنے اور اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش میں لگے رہیں گے تمہارا ظلم وستم، قتل وغارت، مصائب ومشکلات اور مال و

دولت کی چکا چوند انہیں کلمہ حق کہنے سے باز نہیں رکھ سکتی۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے ان پسے ہوئے اور محکوم طبقوں کو یہ پیغام بھی دیا ہے کہ اگر نیت میں خلوص ہو اور دل میں ایمان تو پھر دنیا کی ان عارضی اور مصنوعی طاقتوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ''جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے'' اور پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کان حقا علینا نصر المومنین کہ ایمان والوں کو مدد کرنا ہمارا حق ہے اس لیے اٹھیے دنیا کے جاہ وجلال اور اس کے مفادات ومراعات کو اپنی آخرت سنوارنے کے لیے تج کردیں کیونکہ دنیا تو بالآخر ختم ہونے والی ہے لیکن آخرت ہمیشہ رہے گی پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کیسے تمہاری مدد کرتا ہے۔یوں تو تاریخ ایسی مثالوں اور واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مدد کی اور کائنات عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا لیکن یہاں میں ''اذان'' کے حوالے سے ہی ایک واقعہ پر اکتفا کروں گا آزادی ملک سے قبل جب قیام پاکستان کے لیے تحریک چل رہی تھی تو مسلمان اپنے جان' مال اور وقت کی قربانی دیتے ہوئے قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کر رہے تھے۔اسی اثناء میں سرخیل اہل حدیث اور مشہور ومعروف اہل حدیث مناظرہ روپڑی خاندان کے چشم وچراغ حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے احباب ورفقاء کے ہمراہ جیل میں بند کر دیئے گئے۔تو انہوں نے جیل کی چار دیواری میں باجماعت نماز کا اہتمام کیا اور ہر نماز کے وقت ''اذان'' کہتے اور باجماعت نماز ادا کرتے تو اس وقت کے جیل افسر نے حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کو مزید سزا دینے اور پریشان کرنے کے لیے ''اذان'' کو بنیاد بنا کر انہیں الگ الگ کوٹھریوں میں بند کر دیا کہ اب نا یہ اکٹھے ہونگے نا باجماعت نماز پڑھنے کے لیے ''اذان'' کہیں گے لیکن اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان معلوم نہیں ہوگا۔ اتقوا فراسة المومن کہ مومن کی فہم وفراست سے بچو۔تو حضرت روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس جدائی کا ایک حل نکالا کہ تمام ساتھیوں کو سمجھا دیا کہ جب نماز کا وقت ہو تو ہر ساتھی اپنی اپنی بیرک میں ''اذان'' کہے لیکن اس کا طریقہ یہ ہو کہ ایک آدمی ''اذان'' شروع کرے تو دوسرا اس وقت تک ''اذان'' نہ کہے جب تک پہلی ''اذان'' مکمل نہ ہو جائے اس طرح جب ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری ''اذان'' حتی کہ ''اذان'' پر ''اذان'' گونجنے لگی تو غیر مسلم جیل حکام' ملازمین اور قیدی اپنے افسر اعلیٰ سے کہنے لگے ہم تو بانگے گئے۔لہٰذا ان مسلمانوں کی اذانیں بند کرواؤ۔تو اس سے

جیل وارڈن (کالیا) پریشان ہو گیا روپڑی صاحب اور ان کے رفقاء کو دوبارہ اکٹھا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ چلو کم از کم ایک اذان ہی سننا پڑے گی زیادہ ''اذانیں'' تو نہ دیں گے۔ یہ ایک حکمت عملی بھی تھی اور یوں کہہ لیں کہ ''اذان'' کی برکت بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے تمام رفقاء کو جیل میں اکٹھے رہنے کا موقعہ فراہم کر دیا اسی طرح کی حکمت عملی مجھے نت کلاں نزد گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ میں دیکھنے کا موقعہ ملا۔ یہ 1993-94 کی بات ہے اس وقت اس گاؤں میں اہل حدیث کی تین مساجد تھیں وہاں مرکزی مسجد کے خطیب قاری لیاقت علی صاحب نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہر مسجد میں نماز کا فرق پانچ منٹ کا رکھا تاکہ ہر اہل حدیث مسجد میں پانچ منٹ بعد اذان ہو اس طرح گاؤں میں پندرہ منٹ تک اہل حدیث کی مساجد سے ''اذان'' کی آواز گونجتی رہتی تھی اس کے فوائد وہی شخص جان سکتا ہے جو تھوڑی بہت تنظیمی زندگی کی سوجھ بوجھ رکھتا ہے اے کاش! آج بھی ہم اپنی اپنی ذاتی انا اور مفادات کے خول سے نکل کر اپنی جماعتی و تنظیمی قوت کو مجتمع کر کے اہل حدیث مسلک و جماعت کی عزت و وقار اور شان و شوکت کے لیے استعمال کریں تو ان شاء اللہ العزیز ہماری دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی سدھر سکتی ہے۔

مگر...... بہر حال اسرائیلی پارلیمنٹ میں پیش آنے والے اس واقعہ میں ان لوگوں کے لیے بہت بڑی عبرت موجود ہے جو اپنے آزاد ملک، اسمبلی، شہر یا ادارے میں بھی ذاتی مفادات کی خاطر حق بات کہنے اور سننے کو تیار نہیں بلکہ ہم ایسے ایسے قوانین بنا لیتے ہیں کہ جو سراسر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت والے ہوتے ہیں اور تو اور ہمارے وطن عزیز پاکستان کی اسمبلیوں میں سود جیسے جرم کے حق اور تعلیمی اداروں میں قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف قرار دادیں منظور کی جاتی ہیں بلکہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایک ایسا وقت بھی آیا جب دوران اجلاس نماز کا وقفہ ختم کر دیا گیا اور ایسے لوگوں نے بھی اس کو ٹھنڈے پیٹوں (خالی پیٹوں نہیں) نہ صرف کہ قبول کر لیا بلکہ اس کی تاویلیں بھی کرنے لگے۔ جنہوں نے کتاب کے نشان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا نام دیکر قوم سے ووٹ لیے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ آج اسرائیل کی اس جارحیت اور اسلام دشمنی کی مذمت کرنے کی بھی کسی کو توفیق نہیں ہوئی۔ شاید وزراء اور بالا دست طبقے کو اپنے لیڈر اور اس کے خاندان کی کرپشن کو تحفظ دینے اور اپنے آقاؤں کو ''پوتر'' ثابت کرنے سے ہی فرصت نہیں۔ اور پھر طرفہ تماشہ یہ بھی دیکھیے کہ ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کے مصداق ایک جرم کو چھپانے کے لیے

ایک دوسرے جرم کا اقرار کیا جارہا ہے کہ یہ تو ہمیں قطری شہزادے نے تحفہ دیا تھا اس رقم سے ہم نے یہ فلیٹس اور جائیدادیں خریدی ہیں کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ تحفہ ان کو پاکستان کے حکمران ہونے کے ناطے ملا تھا۔ یا کہ ذاتی حیثیت سے۔ باہر سے آنے والے مہمانوں پر خرچ تو قوم کا سرمایہ ہوا۔ انہیں ٹھہرانے کے لیے قوم کے خون پسینے کی کمائی سے بنے ہوئے محلات' دفاتر اور مہمان خانوں میں ٹھہرایا جائے یا قومی خزانے سے ہوٹلوں کا کرایہ دیا جائے لیکن تعلقات ذاتی بنائے جائیں اور مفادات خاندانی اٹھائے جائیں۔ ان لوگوں کے استقبال کے لیے تو قوم کے بچے اور فرزندوں کو کام میں لایا جائے۔ ان کی حفاظت کے لیے ریاست کے ملازم ڈیوٹی سرانجام دیں اور ان کی آمد پر اٹھنے والے تمام اخراجات ''سرکاری'' کھاتے میں ڈال دیئے جائیں مگر فوائد صرف ''شہزادے'' اٹھائیں۔ تلک اذاً قسمة ضیزیٰ۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر کہ جس نے سرکاری امور کی انجام دہی میں اپنے بعض ذاتی تحائف کا ذکر کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا ''اگر تو اپنی ماں کے پاس بیٹھا رہتا تو کیا پھر بھی تجھے یہ سب تحائف ملتے'' اس لیے یہ تیرے نہیں بلکہ بیت المال کے ہیں مگر آج ہم یہ سب کچھ پڑھنے اور سننے کے باوجود صرف دنیا کے لالچ اور ذاتی تعلقات بنانے کی فکر میں ''صم ' بکم ' عمی'' کا عملی مظاہرہ کررہے ہیں اور کیا وہ تمام علماء کرام جو ''سرکار'' کے قریب ہیں اور سمجھے جاتے ہیں وہ ان امور اور معاملات کی نشاندہی نہ کر کے نا صرف یہ کہ نہی عن المنکر کے فریضے کو ادا نہ کرنے کا جرم کررہے ہیں بلکہ وہ خود بھی اس جرم میں شریک ہو رہے ہیں کیونکہ مجرم کی حمایت اور تائید بھی جرم میں معاونت اور شراکت کے برابر ہی ہے۔ یہ معاملہ چونکہ عدالت میں زیر سماعت ہے اس لیے اس پر تبصرہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہمارے عدالتی نظام میں اس کو توہین عدالت سمجھا جاتا ہے جو کہ ایک جرم ہے البتہ وکلاء کی بحث اور جج حضرات کے ریمارکس سے ساری قوم یہ جان چکی ہے کہ اس جرم پر پردہ ڈالنے اور کیس کو منوں مٹی تلے دفن کرنے کے لیے وکلاء سے زیادہ جج محنت کر رہے ہیں۔ اللہ خیر کرے۔

لیکن ایک بات تو سمجھ آ گئی کہ اگر کسی کرپٹ شخص نے اپنے کرپشن کے سرمائے کو محفوظ بنانے کے لیے جائیدادیں خریدی ہیں (جو کہ اکثر لوگوں کا وطیرہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کرپٹ لوگ کرپشن کے مال سے بلڈنگیں' پلاٹ وغیرہ ہی خریدتے ہیں کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری آل

اولاد کو خود ہی منتقل ہو جائیں گے اور یہ ان کے لیے سفید دھن ہوگا۔)
تو یہ ان کی خام خیالی ہے دنیا میں اگر انہیں اتنی پریشانی ہے تو قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ جو مال تیرے پاس آیا تھا اس کے ذرائع آمدن کیا تھے حلال یا حرام؟ تو پھر کیا جواب ہوگا؟۔ یاد رکھیے وہاں کوئی شہزادہ آپ کو بچانے کے لیے خط نہیں لکھ سکے گا۔ اور نہ ہی کوئی آپ کا کرپٹ ساتھی یا آج آپ کی کرپشن پر آنکھیں بند کرنے والا کوئی معاصر یا ماتحت آپ کے بچاؤ کے لیے کوئی اقدام کر سکے گا۔ لہٰذا ہر شخص کو دنیا سے زیادہ اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور وہاں جواب دہی کے لیے تیار ہونا اور رہنا چاہیے ورنہ یاد رکھیں آپ کے حرام مال سے عیش اور موج تو آپ کے ورثا اور اولاد کرے گی لیکن اسے بھگتنا آپ کو ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال کمانے اور حرام سے بچنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)

اللھم اکفنا بحلالک عن حرامک واغننا بفضلک عمن سواک

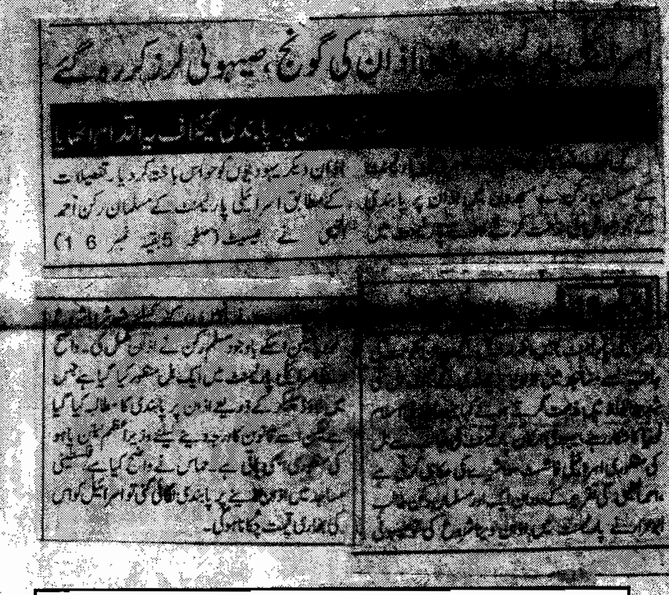
اذان کی گونج، صیہونی لرز کر رہ گئے

روزنامہ دنیا فیصل آباد-جمعۃ المبارک-18 نومبر 2016ء